پچھلے سالوں میں لوگ اس کی دفتری بے قاعدگی اور حسن انتظام کے فقدان کے شاکی تھے جس کو لوگ ابتدائی مرحلے میں واقع ہونے والے تجرباتی دور پر محمول کرتے ہوئے بتدریج بہار آنے کی امید رکھتے تھے۔

مگر امسال یونیورسٹی بورڈ کی جانب سے نویں دسویں کے امتحانی شیڈول سے لوگوں کی خوش فہمی کا سارا بھرم کھل گیا۔ جس نے سارے امیدواروں اور نگران عملہ کو ذہنی کشمکش میں مبتلا کر دیا، کہا جاتا ہے کہ وہاں ترقی پسندی کا نام پر آزاد خیالی کا پرچار کرنے والوں کی کمی نہیں بلکہ حساس عہدوں پر بھی فائز ہیں، خصوصاً اسلامی اقدار کی اہمیت وضرورت کو نظر انداز کرنے اور کرانے پر تلے رہتے ہیں، اس کا بین ثبوت عین جمعہ کے موقع پر پرچہ رکھنا ہے، جب کہ یوم جمعہ کو وقفہ کرکے امتحان بآسانی لیا جا سکتا تھا۔

جمعہ کے دن کو اسلامی نقطہ نظر سے سید الایام کہا جاتا ہے حدیث شریف میں اس دن کو (حج المساکین وعید المؤمنین) سے موسوم کیا گیا ہے۔ ''یعنی جمعہ کا دن مساکین کے لئے حج اور مومنین کے لئے عید ہے۔'' اللہ تعالی نے فرمایا: ''اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کی اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو اگر تم جانو تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے'' اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اس میں انہیں زمین پر اتارا گیا اور اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی اور اس دن ان کا انتقال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور ہر جانور جمعہ کے دن صبح سے لے کر غروب آفتاب تک قیامت کا منتظر رہتا ہے سوائے جن وانس کے، اور جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اللہ تعالی سے جس چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالی اسے وہی چیز عطا کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد) ذکر کرنے کا مطلب جمعہ و جماعت کی افضلیت کو اجاگر کرنا ہے جو ہر مسلمان بالغ عاقل مرد پر فرض ہے اور ذی شعور بچہ تک اس کی اہمیت کو سمجھ کر پورے تزک واحتشام کے ساتھ شرکت کرتا ہے۔ اس عظیم اسلامی شعار پر چند آزاد خیال لوگوں کی مرضی تھوپی نہیں جا سکتی۔

ہم جناب وائس چانسلر اور بورڈ کے ارکان سے آئندہ اس قسم کی سنگین غلطیوں کو روکنے نیز جان بوجھ کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے ذمہ دار اہل کاروں سے سختی سے باز پرس کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

درس قرآن

تفسیر سورۃ القدر

عبدالرحیم روزی

﴿انا انزلناه فی لیلة القدر ۞ وما ادراک ما لیلة القدر ۞ لیلة القدر خیر من الف شهر ۞ تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل أمر ۞ سلام هی حتی مطلع الفجر ۞﴾

زمانہ نزول:

اس سورہ کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔حضرت ابن عباس،ابن الزبیر اور حضرت عائشہ کے نزدیک یہ مکہ میں نازل ہوئی۔اس کے مضمون سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے۔(تفهیم القرآن بحواله تفسیر ابن مردویه،الاتقان فی علوم القرآن)

موضوع اور مضمون: اس کا موضوع قرآن کی قدر و منزلت اور اہمیت ہے۔ترتیب میں اسے سورۃ العلق کے بعد رکھنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کس تقدیر ساز رات میں نازل ہوئی ہے اور کیسی جلیل القدر کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے۔(محمد ﷺ کی اپنی تصنیف نہیں)اس کا نزول شب قدر میں ہوا ہے۔

(قدر) کے دو معنی ہیں اور دونوں معانی یہاں مقصود ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ ایک وہ رات ہے جس میں تقدیروں کے فیصلے کر دیے جاتے ہیں،یہ کوئی معمولی رات نہیں ہے،بلکہ قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے کی رات ہے۔یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ یہ وہ تقدیر ساز نسخہ ہے جو نہ صرف کفار قریش،نہ صرف عرب،بلکہ دنیا کی تقدیر بدل کر رکھ دے گا۔یہی بات سورہ دخان آیت نمبر ایک تا پانچ میں اس طرح بیان کی گئی ہے﴿حم ۞ والکتب المبین ۞ انا انزلنه فی لیلة مبرکة انا کنا منذرین ۞ فیها یفرق کل أمر حکیم امراً من عندنا انا کنا مرسلین ۞ رحمة من ربک انه هو السمیع العلیم ۞﴾(الدخان: ۱۔۶)''حمٓ،اس کتاب روشن کی قسم،ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل فرمایا،ہم تو راستہ دکھانے والے ہیں،اس رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کیے جاتے ہیں،ہمارے ہاں سے حکم ہو کر،بے شک ہم پیغمبر کو بھیجتے ہیں،(یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے وہ تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

شب قدر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ بڑی قدر و منزلت اور عظمت و شرف رکھنے والی رات ہے اور یہ ہزار مہینوں سے

زیادہ بہتر ہے۔اس سے کفار قریش کو گویا متنبہ کیا گیا ہے کہ تم اپنی نادانی سے اس کتاب کو اپنے لیے مصیبت سمجھ رہے ہو اور کوس رہے ہو کہ یہ کیا بلا ہم پر نازل ہوئی ہے، حالانکہ جس رات کو اس کے نزول کا فیصلہ صادر کیا گیا وہ اتنی خیر و برکت کی رات تھی کہ کبھی انساں تاریخ کے ہزار مہینوں میں بھی انسان کی بھلائی کے لیے وہ کام نہیں ہوا تھا جو اس رات میں کر دیا گیا۔

اس رات کو فرشتے اور جبریل اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں اور وہ شام سے صبح تک سراسر سلامتی کی رات ہوتی ہے۔اس میں شر کا دخل نہیں ہوتا۔(تفہیم القرآن)

شان نزول

مجاہد کی مرسل روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے بیان کیا ''بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے مسلح ہو کر اللہ تعالی کی راہ میں ایک ہزار مہینہ جہاد کیا، صحابہ اس عمل سے متعجب ہونے لگے اور آپ نے اپنی امت کے لیے بھی اس کی تمنا ظاہر کی اور فرمایا اے میرے رب! آپ نے میری امت کی عمر سب سے مختصر اور اعمال سب سے کم رکھے ہیں۔اس پر اللہ تعالی نے آپ کو شب قدر عطا کیا، اور فرمایا کہ شب قدر آپ اور امت کے لیے اس آدمی کے ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے جس میں اس نے جہاد کیا۔'' (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم و ابن جریر الطبری)

ترجمہ: ''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے، فرشتے اور روح (جبرئیل) اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں وہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے طلوع فجر تک۔''

تشریح وتوضیح:

﴿انا انزلنه فی لیلة القدر﴾ (انزلناہ) کی ضمیر قرآن کریم کی طرف لوٹتی ہے، جسے نہایت ہی معروف اور مشہور ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ ہر ایک کے دل و دماغ میں رچا بسا ہوا ہے۔

قرآن کریم کو اتارنے والا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے مگر جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔یہ عربوں کا معروف اسلوب ہے کہ تعظیم بیان کرنا مقصود ہو تو جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔قرآن کریم میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

انزال کسی مجموعے کو یکلخت نازل کرنے کو جبکہ تنزیل قسطوار نازل کرنے میں کثیر الاستعمال ہیں، یہاں انزال سے مراد اس کا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارنا ہے۔

جناب ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کو یکلخت لوح محفوظ سے آسمان

دنیا میں موجود بیت العزت میں اتارا پھر حسب واقعات 23 سال کی مدت میں رسول اللہ ﷺ پر دھیرے دھیرے نازل کیا۔(مختصر تفسیر ابن کثیر، بحوالہ ابن جریر، حاکم، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی وغیرہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو رمضان المبارک میں اتارا﴿شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) رمضان کی کس تاریخ کو اتارا اور آیا رات کو یا دن کو؟ اس کی وضاحت سورہ دخان کی یہ آیت کرتی ہے۔ ﴿حٰمٓ ۞ والکتٰب المبین ۞ انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ انا کنا منذرین ۞فیھا یفرق کل أمر حکیم ۞ ﴾ بعض مفسرین اور علماء کا یہ کہنا دور از صواب نظر آتا ہے کہ اس لیلہ مبارکہ سے مراد پندرہ شعبان کی شب ہے اور اس میں سال بھر کی تقدیر لکھی جاتی ہے، اور اس میں قرآن اتارا گیا ہے، حالانکہ سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۵ صاف بتاتی ہے کہ قرآن کریم ماہ رمضان میں اتارا گیا ہے، ان دونوں آیتوں کے ساتھ زیر تشریح آیت کو ملایئے تو بالکل واضح ہوگا کہ قرآن کریم کو رمضان المبارک کی ایک بابرکت، فیصلہ کن رات میں اتارا گیا اور وہ ہے شب قدر۔ وللہ الحمد والمنۃ

رسول اللہ ﷺ پر غار حراء میں سورۃ القلم کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول بھی امام شعبی کے ایک قول کے مطابق اسی رات ہوا۔(تفہیم القرآن، التشریع والفقہ فی الاسلام ص ۳۷)

﴿وما ادراک مالیلۃ القدر﴾ اس سوال سے شب قدر کی تعظیم وفضیلت عیاں کرنا مقصود ہے۔ یعنی اے محمد! آپ کو شب قدر کی قدر ومنزلت اور شرف ومرتبہ کا کیا پتہ؟ اس میں آپ ﷺ کے لیے شب قدر کی تلاش اور عبادت کا شوق دلایا گیا ہے۔

۲۔قرآن کریم میں جہاں (وما ادراک) ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے آگاہ کر دیا ہے جیسا کہ یہاں اور سورۃ القارعۃ وغیرہ میں ہے۔ لیکن جہاں صیغہ مضارع کے ساتھ (وما یدریک) ہو وہاں اس مخفی چیز سے آگاہ نہیں کیا گیا ہے جیسے ﴿وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا﴾ اور ﴿وما یدریک لعل اللہ یحدث بعد ذلک أمرا﴾ وغیرہ.

﴿لیلۃ القدر خیر من الف شھر ﴾ یہ شب قدر کی فضیلت کی پہلی وجہ ہے اس میں قرآن مجید اتارے جانے کی وجہ سے ہزار مہینوں سے افضل ہے، یعنی اس رات میں عمل صالح کرنا ان ہزار مہینوں کی عبادت وریاضت سے افضل اور بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔(ایک ہزار مہینہ ۸۳ سال ۴ ماہ بنتا ہے۔)

سید ابوالاعلیٰ مودودی کا خیال ہے کہ اہل عرب بڑی کثیر تعداد کا تصور دلانے کے لیے ہزار کا لفظ بولتے تھے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اس ایک رات میں خیر اور بھلائی کا اتنا بڑا مبارک کام ہوا کہ کبھی انسانی تاریخ کے کسی طویل زمانے میں بھی ایسا

کام نہ ہوا تھا۔

حدیث نبوی کے مطابق اس رات میں قیام کرنے والے کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ اسے بوجھ نہ سمجھے بلکہ محض جذبہ وشوق عبادت سے ہو، اجر وثواب کی امید رکھے اور ایمان وتصدیق کے ساتھ ہو۔

﴿تنزل الملئكة والروح فيها باذن ربهم من كل أمر﴾ یہ لیلۃ القدر کی فضیلت کی دوسری وجہ ہے کہ:

ا۔ اس رات کی بڑی برکتوں اور عظمتوں کی وجہ سے مجلس ذکر میں فرشتوں کا تانتا لگ جاتا ہے۔جس طرح تلاوت قرآن کی محفلوں میں سماع قرآن کے لئے اترتے ہیں۔

۲۔ فرشتے اور جبریل اس عظمتوں والی رات میں اپنے رب کے اذن سے اس رات سے آگے ایک سال تک اللہ تعالی کے مقدر اور متعین کردہ امور کو لے کر اترتے ہیں۔اس میں مخلوق کے رزق وعمر، شقاوت وسعادت، جنتی یا جہنمی وغیرہ امور شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ تحریر یا تجدید کی جاتی ہے۔سورہ دخان میں بھی کہا گیا کہ اس رات ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کر دیا جاتا ہے۔

﴿من کل امر﴾ کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ فرشتے بلاضرورت نہیں اترتے بلکہ اپنے رب کے حکم سے وہ ہر فیصلہ الٰہی لے کر آتے ہیں۔جو روئے زمین پر اتارنا مقصود ہو۔

﴿سلام هي حتى مطلع الفجر﴾ یہ شب قدر کی افضلیت کی تیسری وجہ ہے کہ:

ا۔ یہ رات آفتاب کے غروب سے صبح کے پو پھٹنے تک تمام شرور سے سلامتی اور حفاظت میں رہتی ہے۔مجاہد بن جبر کے بقول: یہ رات محفوظ اور سلامت والی ہے جس میں شیطان کو کسی برے کام کے کرانے کی استطاعت ہی نہیں ہوتی۔جبکہ قتادہ بن دعامہ السدوسی نے وہ تفسیر بیان کی ہے جو (باذن ربهم من كل امر) میں گزر چکی۔بہر حال دونوں تفسیریں اپنی اپنی جگہ وزن رکھتی ہیں اور ان میں کوئی بعد نہیں۔

دونوں توجیہوں کو مدنظر رکھنے سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے فرشتے اس رات اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، قضا وقدر کے متعلق ہر حکم کو لے کر جو اس سال اللہ تعالی نے فیصلہ کیا ہے۔اور یہ رات نہایت ہی برکتوں اور رحمتوں والی ہے۔صبح تک فرشتے، مومنوں پر سلام کرتے ہیں۔نیز اس رات میں طے کی ہوئی تقدیروں میں کسی بھی مخلوق کے لیے ردوبدل یا ترمیم واضافہ کرنے کا امکان نہیں۔والله اعلم

لیلۃ القدر کا تعین

لیلۃ القدر کے تعین میں علامہ ابن حجر کے مطابق ۴۰ سے زائد اقوال ہیں۔ان اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک اور

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات مبارکہ میں اس کی واضح تعیین نہیں ہے۔اور اس حوالے سے ارشادات نبویہ متعدد ہیں۔البتہ ارشادات نبویہ کی روشنی میں یہ بات یقینی ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں موجود ہے۔

اقوال میں سے دو اقوال وزن رکھتے ہیں پہلا یہ کہ قدر والی رات پانچ طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے کہ بندے ان راتوں میں قیام اللیل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کریں۔اور اس قول کی رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ علامات سے بھی تایید ہوتی ہے کہ اس رات بارش ہوتی ہے،دن کو آفتاب کی کرنیں مدھم اور موسم دھندلا سا رہتا ہے۔بعض احادیث کے مطابق یہ علامات ۲۱ کی رات کو پوری ہوئیں جبکہ لوگوں کے تجربات کے مطابق یہ کبھی ۲۳ کو کبھی دوسری راتوں میں پوری ہوئیں۔

جمعہ کے روز ساعت قبولیت دعاء غیر متعین ہونے کی طرح یہ بھی غیر متعین اور مختلف راتوں میں بدل کر آتی ہے۔

دوسرا یہ کہ سلف صالحین صحابہ وتابعین کی ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ ۲۷ ویں شب ہے،اس کے قائلین میں امیر المؤمنین عمر بن الخطاب،حذیفۃ بن الیمان،ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس،سید القراء ابی بن کعب،ابو ہریرہ وغیرہ ہیں۔مؤخر الذکر دونوں کو اس حوالے سے ۲۷ رات پر یقین کامل تھا۔فقہائے امت کی ایک جماعت بشمول امام ابوحنیفہ کی ایک روایت اور امام احمد بن حنبل کا قول یہی ہے۔(تفہیم القرآن،مختصر تفسیر ابن کثیر)

لیلۃ القدر اس امت کی خصوصیت

مفسرین اور علمائے امت کا راجح قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر سابقہ امتوں میں نہیں تھا۔یہ صرف امت محمدیہ کی خصوصیات اور طغرائی امتیازات میں سے ایک ہے۔

امام مالک نے اس حوالے اپنے بلاغیات میں رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بھی نقل کی ہے کہ سابقہ امتوں کی عمریں لمبی تھیں اور اعمال کا موقع زیادہ ملتا تھا۔اس امت کا معاملہ برعکس ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے درخواست کی تو یہ رات دی گئی۔(ابن کثیر بحوالہ مؤطا)

لیلۃ القدر کی خصوصی دعا

آپ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ کے ایک استفسار کے جواب میں بیان فرمایا کہ اس رات کو خصوصیت کے ساتھ یہ دعاء کثرت سے پڑھیں(**اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**) (**احمد،ترمذی،نسائی،ابن ماجۃ**) بہت ساری مساجد میں نماز تراویح کے بعد التزام کے ساتھ صرف دعائے ہذا کو پڑھتے ہیں اس التزام اور تخصیص کا ثبوت اب تک نظر